۶۰ سال پہلے

اب یہ نوبت پہنچی ہے کہ ایک مسلمان عورت قرآن و حدیث کے صریح احکام کی خلاف ورزی کر کے، اپنی زینت کا اظہار کرتی ہوئی نکلتی ہے، انگریزی ہوٹلوں میں جاکر لنچ اور ڈنر کھاتی ہے، سینما ہال میں جاکر مردوں کے درمیان بیٹھتی ہے، بازاروں میں پھر کر شاپنگ کرتی ہے، اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ قانونِ اسلامی کے خلاف یہ تمام افعال کرنے پر شرمندہ اور نادم ہونے کے بجائے فخر کے ساتھ اپنے ان کارناموں کو بیان کرتی ہے، اور الٹا اس بے چاری عفیفہ کو قابلِ ملامت ٹھیراتی ہے جس نے قانونِ اسلام کی پیروی میں حجابِ شرعی کو چھوڑنے سے انکار کیا، جسے مردوں کے درمیان بے حجابانہ تماش بنی کرتے ہوئے شرم آئی، جس کو بازاروں کے چکر لگانا، تاج اور گرین کے مزے چکھنا، سیر گاہوں کی ہوائیں کھانا، اس چار دیواری کی بے لطفیوں کے مقابلہ میں پسند نہ آیا جس کی حدود میں رہنے کا اس کے خدا اور اس کے رسول ؐ نے اسے حکم دیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کے خلاف بغاوت کی اسپرٹ مردوں سے گزر کر عورتوں تک بھی پہنچتی جا رہی ہے، وہ بھی اسلام کے قوانین کی خلاف ورزی کو نہیں بلکہ اس کی پیروی کو اس قابل سمجھنے لگی ہیں کہ ایک مسلمان عورت اس پر شرمندہ و نادم ہو۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدارا بتاؤ کہ پرانی دیندار خاتونوں کی گودوں میں پرورش پانے کے باوجود جب تمہارا یہ حال ہوا ہے، تو جب تمہاری عورتیں بھی غیرت ایمانی سے بیگانہ اور اطاعت خدا اور رسول ؐ کی حدود سے باہر ہو جائیں گی تو ان نسلوں کا کیا حشر ہوگا، جو ان نئی فرنگیت مآب خواتین کی گودوں میں پرورش پاکر نکلیں گی؟ جو بچے آنکھ کھولتے ہی اپنے گرد فرنگیت ہی فرنگیت کے آثار دیکھیں گے، جن کی معصوم نگاہیں اسلامی تہذیب و تمدن کی کسی علامت سے آشنا نہ ہوں گی، جن کے کانوں میں کبھی خدا و رسول ؐ کی باتیں نہ پڑیں گی، جن کے دل و دماغ کی لوحِ سادہ پر ابتدا ہی سے فرنگیت کے نقوش ثبت ہو جائیں گے، کیا یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے جذبات، خیالات، اخلاق، اعمال، غرض کسی حیثیت سے بھی مسلمان ہوں گے؟

(سید ابوالاعلیٰ مودودی ؒ، ترجمان القرآن، جلد ۵، عدد ۵، ص ۸-۹، ذیقعدہ ۱۳۵۳، مارچ ۱۹۳۵)